Al-Qawārīr - Vol: 06, Issue: 03,
April-June 2025

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

بلوچستان میں پشتون معاشرے کی ثقافتی ساخت اور خواتین کے سماجی مقام کا تنقیدی مطالعہ

A Critical Study of the Cultural Structure of Pashtun Society in Balochistan and the Social Status of Women

Dr. Palwasha Gul
Assistant Professor of Islamic Studies, Government Girls Degree College, Muslim Bagh, District Qilla Saifullah, Balochistan, Pkaistan.
Muhammad Asif
Lecturer, Department of History, University of Balochistan, Quetta, Pkaistan.
Dr. Syda Masooda Sha
Associate Professor, Government Girls Degree College, Jinnah Town, Quetta, Balochistan.

ABSTRACT

This research presents a critical analysis of the social life of women in Pashtun society in Balochistan, a culturally conservative and tribally structured ethnic group residing in Pakistan and Afghanistan. Pashtun women navigate a complex intersection of gender, tradition, religious norms, and emerging modern influences. This study investigates the socio-cultural dynamics that shape women's roles, examining elements such as family structure, marriage customs, education, inheritance rights, mobility, employment, and participation in political and communal life. Utilizing qualitative methodologies—including in-depth interviews, participant observations, and cultural narrative analysis—the study sheds light on how traditional values such as purdah, ghairat (honor), and the jirgah system impact women's autonomy and societal roles. While urbanization, education, and digital connectivity are contributing to progressive shifts in the lives of some Pashtun women, particularly in semi-urban areas, patriarchal dominance and cultural rigidity remain deeply entrenched, especially in rural and tribal regions. A key finding of this research is the significant gap between Islamic teachings—granting women dignity, rights, and active societal participation—and local customs that often suppress these rights. The study concludes with policy recommendations aimed at empowering Pashtun women by harmonizing traditional values with faith-based modern interpretations that uphold both cultural identity and gender justice.

Keywords: *Pashtun society, women's rights, cultural traditions*, Balochistan, *gender roles*

CC BY

۱۔ تعارف موضوع

پاکستان ایک کثیر الثقافتی، کثیر السانی اور نسلی طور پر متنوع ملک ہے جہاں مختلف اقوام اپنی اپنی روایات، اقدار اور طرزِ معاشرت کے مطابق زندگی بسر کر رہی ہیں۔ ان میں پختون قوم کو ایک منفرد حیثیت حاصل ہے جو نہ صرف خیبر پختونخوا بلکہ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں بھی بڑی تعداد میں آباد ہے۔ پختونوں کی زندگی صدیوں پر محیط ایک تاریخی، قبائلی اور ثقافتی نظام پر مبنی ہے، جو اپنی مخصوص روایات، غیرت، مہمان نوازی، مشاورت اور وفاداری کے اصولوں پر قائم ہے۔ پختون معاشرے میں خواتین کا کردار بظاہر محدود اور پردے تک محیط دکھائی دیتا ہے، مگر ان کی اہمیت خاندانی اور ثقافتی دائروں میں نہایت اہم اور باوقار ہے۔ تاہم، جدید تعلیم، میڈیا اور شہری زندگی کے اثرات کی بدولت پشتون خواتین میں آگہی اور خود اختیاری کا رجحان بھی ابھر رہا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد بلوچستان کے پشتون معاشرے میں خواتین کی معاشرتی، تعلیمی، قانونی اور معاشی حیثیت کا تجزیہ کرنا ہے تاکہ روایت اور تبدیلی کے مابین ان کے مقام کو سمجھا جا سکے۔

۲۔ پشتون قوم کا تعارف:

زمانۂ قدیم سے پشتون قوم ایک عظیم تہذیب و ثقافت کے مالک ہیں۔ پشتون قبائل میں اس کے آثار آج بھی نمایاں ہیں اور وہ اپنے رسم و رواج اور قدیم روایات کی پابندی اور پاسداری مذہبی عقائد کی طرح کرتے ہیں اور ہزاروں سال سے اپنی روایات پر کاربند ہیں۔ ان کی فطرت میں سالہا سال سے رچے بسے ہوئے رسوم و رواج ایک نہ بدلنے والے سماجی قانون کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اس کو پشتون یعنی (پشتونیت) پشتنولی اور پشتونواں کہتے ہیں۔

> کہا جاتا ہے کہ لفظ پٹھان بطان سے نکلا ہے۔ بطان عربی میں لکڑی کو کہتے ہیں۔ جس پر جہاز قائم رہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں سے دین کو استحکام حاصل ہو گا۔ بعد میں یہ لفظ بطان پٹھان میں تبدیل ہو گیا۔[1]

بلوچستان میں آباد پختون قبائل اپنی الگ تہذیب، ثقافت اور روایات کے حامل ہیں۔ ان کی معاشرتی زندگی میں بعض اقدار جیسے غیرت، عزت، وفاداری، مہمان نوازی اور جرگہ جیسے ادارے نہایت اہم تصور کیے جاتے ہیں۔ ان روایات کا عورت کی حیثیت اور مقام پر بھی گہرا اثر ہوتا ہے۔ ایک طرف عورت کو ماں، بہن اور بیٹی کے روپ میں عزت دی جاتی ہے تو دوسری طرف بعض قبائلی رسم و رواج، تعلیم کی کمی اور غیرت کے نام پر کیے جانے والے مظالم اس کی حیثیت کو محدود کر دیتے ہیں۔

اسلام نے عورت کو جو عزت، وقار، وراثت، تعلیم اور فیصلہ سازی کے حقوق دیئے ہیں، وہ بعض قبائلی رویوں کے برعکس زیادہ باوقار اور مساوی حیثیت کے حامل ہیں۔

۳۔ تحقیق کا مقصد:

یہ تحقیق اسی مقصد کے تحت کی جارہی ہے کہ بلوچستان کے پختون معاشرے میں عورت کی سماجی حیثیت کو حقیقی طور پر جانچا جاسکے اور یہ معلوم کیاجاسکے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں کیامثبت یامنفی تبدیلیاں رونماہورہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ جائزہ لیاجائے گا کہ کس طرح ایک متوازن اور صالح معاشرہ قائم کیاجاسکتاہے۔ جہاں عورت کی عزت، اختیار اور ترقی کے مساوی مواقع میسر ہوں۔

۴۔ تحقیق کی اہمیت:

بلوچستان میں پختونوں کی معاشرتی زندگی اور اس میں عورت کے مقام کا تحقیقی جائزہ جیسے موضوع کی تحقیق نہ صرف علمی لحاظ سے اہم ہے بلکہ معاشرتی بہتری، پالیسی سازی اور مذہبی و ثقافتی ہم آہنگی کے لیے بھی نہایت ضروری ہے۔ تاکہ ایک متوازن، باعزت اور اسلامی اصولوں پر مبنی معاشرہ قائم کیاجاسکے۔

۵۔ پشتون قوم کی خصوصیات:

پشتو، یا پشتونوں کی ثقافت کی بنیادیں جن اصولوں پر رکھی گئی ہیں، انہیں پشتون، پشتونوالہ کہتے ہیں۔ ان میں راست بازی، قول و اقرار کی پابندی، مہمان نوازی، پناہ لینے کی حفاظت، مسافر کی رہنمائی، خواتین کا احترام، قوم وملت پر جاں قربان کرنا، اپنی سرزمین کی مٹی سے بے پناہ محبت، بہادری، ہمسری، شرم وحیااور عزیزورشتہ داروں سے پیار شامل ہے۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جن کی تاکید اسلامی تعلیمات میں موجود ہے۔

اسلام میں شرم وحیاکے بارے میں کہا گیاہے کہ حیانصف ایمان ہے۔ غیرت کو مکمل ایمان کا درجہ دیاگیاہے۔ وطن سے محبت کو ایمان کا جزو قرار دیاہے۔ رشتہ داروں سے قرب و محبت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اس طرح خواتین کی عزت وناموس کا بھی احترام کیاگیاہے۔ علیٰ ہذا القیاس، اسلامی دستور، فلسفہ اور پشتونوں کے مزاج اور رسم ورواج میں اس بنیادی مطابقت کی وجہ سے پشتون قوم میں اسلام کی جڑیں اتنی مستحکم ہوگئی ہیں کہ اس خطے میں اسلام کے شجر کی آبیاری بھی ہوئی اور اس کی برکات سے خود پشتون بھی فیض یاب ہوکر ایک عظیم قوم کی حیثیت سے ابھرے اور حقیقت یہ ہے کہ اس خطے میں اسلام کے فروغ کے لیے پشتونوں نے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں۔[2]

۶۔ پشتون معاشرے کی ثقافتی ساخت اور خواتین کا سماجی مقام:

اسلام سے پہلے دنیا کے مختلف معاشروں میں عورت کی حیثیت محض ایک غلام کی سی تھی۔ اور مرد کو اس معاشرے میں ہر اعتبار سے فوقیت حاصل تھی بلکہ بد اخلاقی کی اس فضاء میں عورت مردوں کی جنسی تسکین کا نشانہ تھی۔ عورتوں کے مجسمے عام تھے۔ نکاح سے بالکل بے نیازی تھی اور نظریاتی طور پر عورت کو تمام مصائب کی جڑ سمجھا جاتا تھا۔ جبکہ اسلام نے مرد اور عورت کو معاشرے میں برابر کا مقام عطا کیا ہے۔ بعض خواتین کا مقام مردوں سے بھی بلند ہے یعنی ماں ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ عزت و احترام کی مستحق ہے۔ معاشرے میں عورت کردار ادا کرتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اس کے مختلف کرداروں میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا ہے۔

ذیل میں ہم پشتونوں میں خواتین کی معاشرتی زندگی کے کچھ اہم پہلوؤں پر بحث کریں گے۔

ا۔ پیدائش کی رسومات:

الف: بیٹے کی پیدائش: پشتون معاشرے میں مرد کا مقام اور رتبہ بلند ہوتا ہے۔ اس خوشی میں ماں حصہ نہیں لے سکتی اور چالیس روز تک الگ تھلگ رکھا جاتا ہے۔ بیٹے کی پیدائش کا سنتے ہی گھر کے بڑے اور بزرگ جمع ہو جاتے ہیں اور ہوا میں تین بار فائرنگ کرتے ہیں جس سے خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ پھر بچے کو نہلا دھلا کر اسے کپڑوں میں لپیٹ کر دائی والد اور مرد رشتہ داروں کے پاس لاتی ہے۔ پھر اس کے فوراً بعد بچے کے کان میں اذان پڑھی جاتی ہے۔ پھر بچے کا نام پیدائش کے تیسرے یا ساتویں روز رکھا جاتا ہے۔

ب۔ بیٹی کی پیدائش: پشتون معاشرے میں اکثر عورتوں کی حیثیت انتہائی پست ہوتی ہے اور بچی کی پیدائش کو صرف اور صرف بد بختی ہی سمجھا جاتا ہے جبکہ بعض پشتون قبائل میں لڑکوں کی خاص اہمیت نہیں ہوتی اور ان کی پیدائش پر خاص خوشی کا اظہار نہیں کیا جاتا جبکہ بعض قبائل میں لڑکیوں کی پیدائش پر بہت زیادہ خوشی منائی جاتی ہے۔ اور لڑکیاں بہت قیمتی سمجھی جاتی ہیں کیونکہ وہ شادی پر لاتی ہیں لیکن آج کل لوگوں میں تعلیم کی بدولت بہت حد تک مثبت تبدیلی آئی ہے اور بہت سے لوگ بیٹی کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی رحمت سمجھتے ہیں۔[3]

۶.۱:۔ شادی کی رسومات:

پشتون معاشرے میں عموماً خوشحال لوگوں میں دولہا اور دلہن کی پچیس سال کی عمر میں شادی ہوتی ہے لیکن پشتونوں کا غریب طبقہ وسائل کی عدم دستیابی کی وجہ سے بڑی عمر میں شادیاں کرتا ہے اور کبھی کبھار بچپن میں ہی منگنی کر دی جاتی ہے۔ شادی بیاہ

جیسے معاملات میں دلہن کی رائے کو اہمیت نہیں دی جاتی اور نہ ہی مرد کی رائے لی جاتی ہے۔ دونوں کے مستقبل کا فیصلہ والدین اور بڑوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کے لیے دولہے کا والدین مناسب لڑکی ڈھونڈتے ہیں اور پہلے قدم کے طور پر اپنی کسی رشتہ دار خاتون کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ لڑکی کی صورت اور سیرت کے حوالے سے اطمینان کرلے۔ چونکہ غریب طبقے میں شادیاں بڑی عمر میں ہوتی ہیں۔ اس لیے مرد اپنی رفیقۂ حیات کا انتخاب خود کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد اگر لڑکی پسند آجائے تو دوسرا مرحلہ (مرکہ) ہوتا ہے۔ اس میں دولہا کا باپ اور کچھ عزیزوں کے ساتھ لڑکی کے والد کے پاس جاتے ہیں۔ اگر ابتدائی گفتگو حوصلہ افزا ہو تو ولدر مقرر ہو جاتا ہے۔ اور لڑکی کی ماں یا دادی دولہا کے باپ کو ایک سوئی پیش کرتی ہے۔ جس کے ناکے میں ریشمی دھاگہ پڑا ہوتا ہے اور اس کے بعد بندوقیں چلائی جاتی ہیں۔ یہ منگنی کی ابتدا ہوتی ہے۔ اسے ہوکڑہ کہتے ہیں۔ بعض قبائل میں نکاح منگنی کے وقت ہی پڑھا دیا جاتا ہے اور اس وقت دولہا کی نمائندگی اس کا وکیل کرتا ہے۔ ہوکڑہ کی رسم تمام قبائل کے لیے واجب العمل ہے اور کوئی رذیل آدمی ہی اس معاہدے سے پھر سکتا ہے۔

پھر ایک ماہ بعد دولہا کے چند رشتہ دار دلہن کے والد کے پاس جاتے ہیں اور دلور کا رقم ادا کرتے ہیں۔ اس موقع پر سبز رنگ کا ایک رومال پیش کرتا ہے۔ اسے کوزدہ یا باقاعدہ منگنی کہتے ہیں۔ فلور پورا ادا ہو جائے تو نکاح کی تاریخ مقرر ہوتی ہے اور شرح کے مطابق دلہن کے گھر پر ہوتا ہے۔ لیکن اچکزئی قبائل میں دلہن کو دولہا کے گھر لے جاتے ہیں اور پھر نکاح پڑھاتے ہیں۔ دلور کے علاوہ دولہا باراتیوں کے لیے اشیائے خورد و نوش کے اخراجات کے لیے دلہن کے باپ کو ضرورت کا سامان بھی مہیا کرتا ہے جبکہ نکاح بیوگان میں نکاح کے سوا دیگر رسومات نہیں ہوتیں۔[4]

۲۔۶:۔ اُر طریقہ شادی اور پشتون معاشرہ:

پشتون معاشرے میں ایک طریقہ شادی موسومہ "اُر" بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی جو کسی لڑکی پر فریفتہ ہو جاتا ہے لیکن اس میں لڑکی کے والدین اس شادی پر رضامند نہ ہوں اس کے گھر میں بھیڑ یا بکری کی سری پھینکے گا۔ گھر کے سامنے بندوق چلائے گا اور فائر کرے گا اور لڑکی کی زلفیں گائے گا۔ زیور اُتارے گا۔ اس کی چادر (سری یا ٹکری) لے بھاگے گا اور ساتھ ہی یہ اعلان کرے گا کہ وہ اسی کی ہے اور کوئی اس سے شادی کی جرأت نہ کرسکے گا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے والدین راضی ہو جائیں گے اور ولور ادا کر دیا جائے گا۔[5]

لیکن اب چونکہ معاشرہ جدید معاشرے کی شکل میں اُبھر رہا ہے۔ بعض پشتون قبائل میں اب بھی ایسا ہوتا ہے لیکن اکثر شہروں میں رہنے والے لوگوں میں اب یہ طریقہ تقریباً ختم ہو چکا ہے۔

۶.۳: شادی کے اخراجات اور تحائف:

پشتون معاشرے میں قریبی رشتہ داروں میں شادی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ کیونکہ ادلہ بدلہ آسان ہوتا ہے اور ولور کی رقم بھی کم ہوتی ہے اور طرفین ایک دوسرے کے دیرینہ شناسا ہوتے ہیں۔ لہٰذا باہمی تعلقات شادی کے بندھن سے اور بھی مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اور چونکہ شادی کے اخراجات طرفین کی حسب حیثیت مختلف ہوتے ہیں۔ دلہن کے والدین عموماً اپنی بیٹی کو ایک پوشاک چاندی کے کچھ زیورات، بستر اور گھریلو فرنیچر کی اشیاء دیتے ہیں۔ ایک جوڑا دولہا کو بھی دیا جاتا ہے۔ امیر خاندان دلہن کو زیادہ ملبوسات اور زیادہ اور بہتر زیورات اور فرنیچر دیتے ہیں۔[6]

۶.۴: ولور:

سادات کرانی کے سوا جو صرف اپنے ہی عزیز و اقارب میں شادی کرتے ہیں اور ولور نہیں دیتے باقی قبائل میں ولور کی رقم اور ادائیگی ازدواجی رشتوں میں اہم ترین حیثیت رکھتی ہے۔ انگریزی دور سے پہلے روپیہ کمیاب تھا اور ولور بھی ایک دوشیزہ کے لیے ۲۰ سے ۴۰ اروپے تک تھا اور زیورات کی تھوڑی سی رقم کے سوا عموماً بھیڑ، بکریوں، اونٹوں، مویشیوں یا اسلحہ کی صورت میں ادا کر دیا جاتا تھا۔

اب ولور کی شرح قدرے مختلف ہے۔ رقم کا انحصار دلہن کے خاندان کی حیثیت اس کی اپنی ذاتی صفات اور سائل کی سماجی اگر کوئی مرد اپنے سے بالا خاندان میں شادی کرتا ہے۔ یا ایک معمر آدمی ایک جوان لڑکی کو بیاہ کر لاتا ہے تو اسے عام سائل سے زیادہ قیمت دینا پڑتی ہے۔ جبکہ بیوہ کا ولور عموماً دوشیزہ کی نسبت آدھا ہوتا ہے۔ صوبہ بلوچستان کے ضلع پشین کے بعض حصوں میں ایک عجیب و غریب رسم ہوتی ہے جس کے مطابق وہ بعد از مرگ ملنے والے ثواب کا حصہ اس کی بیوی کو بطور مہر دے دیتا ہے جس کی اسے دوران حیات اپنے چولہے چوکے سے کی جانے والی خیرات کی توقع ہوتی ہے۔ یہ چھٹے حصے سے ایک تہائی تک ہوتا ہے اور شوہر کو اس کی زندگی میں مہر ادا کرنے کی ذمہ داری سے بچا لیتا ہے۔ قبائلی خواتین شاذ و نادر ہی اپنے مہر کا مطالبہ کرتی ہیں کیونکہ ان کے شوہر ان سے عموماً واپس لے لیتے ہیں۔ مہر مؤجل صرف اچکزئی قبیلے میں ہی رائج معلوم ہوتا ہے۔ جہاں شوہر اپنی اہلیہ کو گھر لاتے ہی جانور، بھیڑ بکریاں، مویشی یا اونٹ پیش کر دیتا ہے۔ جو نقدی کی صورت میں ہوتا ہے، جو اس کی واحد ملکیت سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اب اکثر لوگ شادی کے وقت ہی مہر ادا کر دیتے ہیں۔[7]

٦.٥: نکاح شغار: (وٹہ سٹہ یا ادلہ بدلا) کی شادی:

نکاح شغار کی رسم آج بھی پشتون معاشرے میں پائی جاتی ہے۔ وہبۃ الزحیلی نکاح شغار پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

> "نکاح شغار سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی تولیت میں موجود اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح کسی دوسرے کی تولیت میں میں موجود (بہن یا بیٹی) سے کرے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کی شرم گاہ کے علاوہ مہر نہ ہو۔ علماء کا شغار کے اس مفہوم پر اتفاق ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس کی ممانعت کے ثابت ہونے کی وجہ سے یہ نکاح جائز نہیں کیونکہ یہ مہر کے بغیر ہوتا ہے۔[8]

جبکہ اس کے برعکس پشتون معاشرے میں لڑکیوں کا ادلہ بدلہ سب قبائل میں رائج ہے۔ اس کے تحت اگر مجوزہ لڑکیوں کی عمروں میں فرق ہو ایک شادی کے قابل ہو اور دوسری نابالغ ہو تو موازنہ کر کے والدین کو نقد اضافی رقم دینا پڑتی ہے۔ اسی طرح اگر ایک معمر آدمی کو اپنی رشتہ دار کے بدلے ایک جوان لڑکی ملے تو اسے بھی بطور معاوضہ اضافی رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔[9]

چونکہ پشتون معاشرے میں اکثر قریبی رشتہ داروں میں شادی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ کیونکہ ادلہ بدلہ آسان ہوتا ہے اور ولور کی رقم بھی کم ہوتی ہے اور طرفین ایک دوسرے کے دیرینہ شناسا ہوتے ہیں۔ لہٰذا باہمی تعلقات سے شادی کے بندھن سے اور بھی مضبوط ہو جاتے ہیں۔

٦.٦۔ طلاق ثلاثہ کے عمومی رواج اور طریقہ کار:

عائلی قوانین میں طلاق کے سلسلے میں جو احکام نافذ کیے گئے ہیں ان میں سے اہم ترین مسئلہ طلاق ثلاثہ مجلس واحد کا خاتمہ ہے۔ بیک وقت تین طلاقیں دے کر عورت کو جدا کر دینے سے ہمارے معاشرے میں جو خرابیاں پیدا ہوتی رہی ہیں کون سی چشم بینا ہے جس نے اس کے مضر اثرات پر خون کے آنسو نہیں بہائے۔ اسی لیے آنحضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور میں ایک ہی وقت میں تین بار طلاق دینے والے کو سزا دی جاتی تھی اور اس ظالمانہ طریقہ طلاق کو سخت ناپسند کیا تھا۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں تو حضور اکرم ﷺ غصے میں آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

(ایلعب بکتاب اللہ عزوجل و انا بین اظہرکم)[10]

"کیا اللہ عزوجل کی کتاب سے کھیل کھیلا جاتا ہے۔ حالانکہ ابھی میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔"

اس حرکت پر حضور اکرم ﷺ کے غصے کی کیفیت دیکھ کر ایک شخص نے پوچھا کیا میں اسے قتل نہ کر دوں۔

٦.٧: طلاق کی وجوہات:

پشتون معاشرے میں طلاق کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں جبکہ طلاق کی عام وجوہات کی بد خلقی، کج خلقی، بد کاری (خواہ ثابت ہو یا شبہ) اور معمولی چوری ہوتی ہے۔ بعض قبائل میں طلاق شریعت کے مطابق دی جاتی ہے جبکہ بعض قبائل میں اس کا مخصوص طریقہ ہوتا ہے۔ عورت کے پیچھے تین پتھر یا مٹی کی ڈھیلے پھینک دیئے جاتے ہیں۔ مطلقہ کا درجہ بیوہ کا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے قبیلہ میں دوبارہ شادی کر سکتی ہے۔ لیکن اگر طلاق سیاہ کاری کی بناء پر ہو تو اکثر قبائل میں رسم کے مطابق اسے آشنا سے شادی نہیں کرنے دیتے۔ اچکزئی قبائل میں شوہر کے نامرد ہونے کی صورت میں عورت طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ اگر اچکزئی عورت اس طرح طلاق لے تو اس کے شوہر کو قریباً ایک تہائی ولور واپس لینے کا اختیار ہے۔

جبکہ تربیون اور کاکڑ قبائل میں اگر عورت کو قصور کی بناء پر طلاق دی جائے تو شوہر مطلقہ کے دوسرے شوہر سے معاوضہ (خلع) مانگتا ہے۔ جو ولور کے ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہوتا جبکہ بعض پشتون قبائل میں ایسے واقعات میں مطلقہ اپنا مہر کھو دیتی ہے۔[11]

٦.٨: پشتون قوم میں زناکاری کی سزائیں:

پشتون معاشرے میں جب کسی شوہر کی بے وفا بیوی کو جرم کی حالت میں پکڑا جاتا ہے تو معاوضے کے طور پر روپیہ یا پھر لڑکیوں وغیرہ سے اپنا ضمیر مطمئن کر لیتے ہیں۔ گو کہ معاوضہ کا مختلف طریقہ کار ہے۔ اگر کبھی آشنا اور عورت دونوں مارے جائیں تو معاوضہ واجب الادا نہیں ہوتا۔ اور اگر دونوں بچ جائیں تو عورت کو طلاق دے دی جاتی ہے۔ اچکزئی قبائل میں عورت کے آشنا کو ۱۲ لڑکیاں بطور معاوضہ دینا پڑتی ہیں۔ ان میں ۴ یا ٦ لڑکیاں واقعی دی جاتی ہیں۔ جبکہ سناٹیہ کاکڑوں میں مطلقہ مجروح شوہر کو روپے بطور معاوضہ دے کر اپنے آشنا سے شادی کر سکتی ہے۔ لیکن اکثر قبائل میں کوئی شرح مقرر نہیں ہے اور معاوضہ عموماً ایک یا زیادہ لڑکیوں اور کچھ نقدی پر مشتمل ہے۔ جو نوعیت واقعہ کے مطابق طے ہوتا ہے۔[12]

لیکن آج کل پشتون معاشرے میں کسی مثبت حد تک تبدیلی آگئی ہے۔ لیکن پھر بھی جب کسی شخص کی بیوی یا بہن بیٹی ایسی حرکت کرے تو اس کو سخت سے سخت سزا دی جاتی ہے وہ بھی کم ہوتی ہے۔

٦.٩ عورت کا معاشرتی مقام:

اکثر پشتون خواتین سماجی تقریبات و تفریحات میں حصہ نہیں لیتیں۔ جہاں مرد موجود ہوں لیکن اپنے اجتماعات میں میراثیوں کی موسیقی پر گاتی اور ناچتی ہیں۔ لیکن ایسے موقع انہیں صرف تہواروں پر ملتے ہیں۔ ورنہ وہ گھریلو فرائض جیسے کھانا پکانا، گھاس اور لکڑی کاٹنا، گائے بھینس کا دودھ دوہنا وغیرہ میں ہی الجھی رہتی ہیں۔ پشتون خواتین تعلیم سے یکسر محروم اور کوری ان پڑھ ہوتی

ہیں اور گفتگو میں اکھڑپن اور ناشائستگی پائی جاتی ہے اور ان میں کوئی ذاتی کشش نہیں ہوتی، بہت جلد بوڑھی ہو جاتی ہیں اور بالخصوص سرحد پار ان کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک ہی کیا جاتا ہے۔ اور ان کا اپنے شوہروں یا مردرشتہ داروں پر شاذونادر ہی کوئی اثر ہوتا ہے۔[13]

چونکہ پشتون قوم میں اب تعلیم کا رجحان بڑھ رہا ہے جس کی بدولت خواتین کو معاشرے میں بلند مقام ملنا شروع ہو گیا ہے۔

٦.١٠: پشتونوں میں خون بہا کا طریقہ:

گزشتہ ایام میں پشتونوں میں جس کی لاٹھی ہوتی تھی اس کی بھینس کا اصول کارفرما تھا اور مظلومین کسی حیثیت پر ہی خون بہا کا دار و مدار تھا۔ لہٰذا ملک، سردار یا ملا کے خاندان کے کسی فرد کا خون بہا عموماً ایک قبائل کے خون بہا سے دوگنا ہوتا تھا۔ اچکزئیوں، کاکڑوں اور ترینوں میں عموماً خون بہا لڑکیوں کی صورت میں ادا کیے جاتے ہیں اور خون بہا میں بیشتر خواتین دشمنی کی بھینٹ چڑھ جاتی تھیں جبکہ دیگر قبائل میں شریعت کا فیصلہ مانا جاتا تھا۔ ایک آنکھ یا کان، پاؤں کا نقصان، نصف زندگی کے برابر اور ناک کا نقصان زندگی کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ اچکزئی قبیلے میں چور پکڑے جانے کی صورت میں اچکزئی اس سے چوری کے مال کا سات گنا وصول کرتے تھے۔ اور کاسی قبیلہ کے پٹھان چور کا منہ کالا کر کے گدھے پر بیٹھا کر گاؤں بدر کر دیتے ہیں۔ جبکہ موجودہ دور میں بعض قبائل میں ایک پٹھان کا خون بہا ہزاروں کی بجائے لاکھوں روپے کے ساتھ ساتھ لڑکیاں دینا بھی پڑتی ہیں۔[14]

٦.١١: پشتون معاشرے میں عورت کا درجہ اور حق جائیداد:

زیادہ تر پشتون گھروں میں عورتوں کی حیثیت بہت پست ہے جونہی کوئی لڑکی کام کے لائق ہوتی ہے والدین عام گھریلو فرائض میں ہاتھ بٹانے کے علاوہ اسے مویشی چرانے بھی بھیجتے ہیں اور جب شادی کی عمر کو پہنچتی ہے تو پھر اسے سب سے زیادہ بولی دینے والے کے ہاتھ فروخت کر دیا جاتا ہے اور بیوی کی حیثیت سے وہ گھریلو فرائض کے علاوہ ریوڑ چراتی ہے اور کاشت کاری میں مدد کرتی ہے۔

پشتون خواتین کا نہ تو جائیداد میں کوئی حصہ ہوتا ہے اور نہ شادی پر ملنے والے تحائف پر اور خدانخواستہ کبھی طلاق ہو جائے تو وہ صرف اپنے تن کے کپڑوں کی مالک ہے۔ بیوہ ہو تو اسے اپنے مرحوم شوہر کی جائیداد سے صرف گزارہ الاؤنس ملتا ہے۔ مرحوم افغان کے گھر میں بیوائیں اور لڑکیاں صرف تقسیم جائیداد کے نکتۂ نظر سے ایک اثاثہ سمجھی جاتی ہے۔[15]

۶.۱۲: نام اور القاب:

پشتون معاشرے میں بہت سے نام ایسے رکھے جاتے ہیں جن کا مآخذ بظاہر فطرت پر قدیم باطنی اعتقاد معلوم ہوتا ہے۔ یہ جانوروں یا پودوں کے نام ہیں یا مختلف رنگوں سے متعلق ہیں۔ باقی نام کا مخصوص مردوں کے تو تمام مسلمانی نام ہیں لیکن خواتین کے ناموں کی ابتداء یا انتہا اکثر بی بی خاتون یا ناز پر ہوتی ہے۔ جیسے بخت بی بی، بی بی مریم، بی بی عائشہ، نازبی بی جبکہ مردوں کے لیے لمبے ناموں کے اکثر مخففات استعمال ہوتے ہیں جیسے تاجو برائے تاج، محمد اور ولو برائے ولی محمد وغیرہ چونکہ پشتون قوم اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا قوم ہے۔ اب زیادہ تر لوگ اپنے بچوں کے اسلامی نظام رکھتے ہیں۔[16]

۶.۱۳: پردہ پشتون معاشرے میں:

پشتون معاشرے میں پردے کی پابندی بہت سختی سے کی جاتی ہے۔ شادی شدہ یا غیر شادی شدہ دونوں قسم کی خواتین گھر سے بہت کم باہر نکلتی ہیں۔ دوسروں کے گھر جانے کے وقت وہ برقعہ پہنتی ہیں۔ خواتین زیادہ تر سفید چادر پہنتی ہیں۔ جس پر کپڑے کی ٹوپی لگی ہوتی ہے۔ بعض علاقوں میں جیسے ژوب، لورالائی، پشین کے کاکڑ، ترین ان قبائل کی خواتین سر پر بڑی چادر اوڑھتی ہیں جس سے چہرہ ڈھانپ کر پردہ کیا جاتا ہے۔ پشتون خواتین زیادہ تر گھروں کے اندر رہنے والی ہوتی ہیں۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو گھر سے باہر نکلتی ہیں۔ ورنہ باہر نہیں جاتیں۔ کوئٹہ، ژوب، لورالائی اور پشین کے علاقوں میں پشتون گھرانوں میں ایسے بہت سے گھر ہیں جہاں سب آپس میں رشتہ دار ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے پردہ نہیں کرتے۔[17]

۶.۱۴: پشتون خواتین کا لباس:

پشتون عورتوں کا لباس روایتی، باوقار اور اسلامی اقدار کا عکاس ہوتا ہے۔ جو پردے، حیا اور ثقافتی پہچان پر مبنی ہے۔ دیہی علاقوں میں خواتین عموماً لمبے اور ڈھیلے کپڑے پہنتی ہیں۔ جن میں شلوار قمیض، بڑی (چادری) شامل ہوتی ہے جبکہ شہری علاقوں میں عبایہ اور سکارف عام ہوتے جارہے ہیں۔ یہ احساس نہ صرف موسمی ضروریات کے مطابق ہوتا ہے بلکہ سماجی اقدار اور مذہبی اصولوں سے بھی ہم آہنگ ہوتا ہے۔ روایتی کشیدہ کاری اور رنگین کپڑوں میں پشتون ثقافت جھلک نمایاں ہوتی ہے۔[18]

لیکن وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ پشتون عورتوں کے لباس میں بھی بہت حد تک تبدیلی آچکی ہے۔ اور اب زیادہ تر خواتین جدید دور کے مطابق لباس استعمال کرتے ہیں۔

۶.۱۵:۔ پشتون رہائش گاہیں:

پشتونوں کی رہائش گاہیں ان کے جغرافیائی حالات، معاشی وسائل اور ثقافتی روایات کی عکاسی کرتی ہیں۔ دیہی علاقوں میں عام طور پر کچے یا نیم پختہ مکانات ہوتے ہیں جنہیں مٹی پتھروں اور لکڑی کا بنایا جاتا ہے۔ اور ان میں ایک بڑا صحن (کولی یا کلے) مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ جہاں خاندان کے افراد اکٹھے ہوتے ہیں۔ شہری علاقوں میں اب پختہ مکانوں، بنگلوں اور فلیٹوں کا رواج بڑھ رہا ہے۔ مگر ان میں بھی مہمان نوازی اور پردے کے لیے "الگ""مہمان خانہ" کا تصور اب بھی موجود ہے۔[19]

۶.۱۶ پشتون معاشرہ میں پیغور اور افاز:

طبقہ دنیا جیسے پشتو میں پیغور کہتے ہیں جبکہ طنز کرنا جس کو پشتو میں لغاز کہتے ہیں جو کہ پشتون قبائل میں بہت بُرے سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے بہت خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ پشتون رسم ورواج میں ہر بات پر فصل اور ہر وہ اقدام جو کہ پشتونولی کے خلاف ہو اسے پیغور سمجھا جاتا ہے۔ پشتون معاشرے میں ہر وہ اچھا فعل جو پشتون ثقافت اور رسم ورواج کے مطابق ہو پشتونولی کے دائرے میں شامل ہے۔ ہر وہ فعل جو اس کے برعکس اسے پشتونولی کے دائرے سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ بہادری پشتونولی کی علامت ہے اور ڈرپوک اور بزدل انسان کو پشتون قبیلے سے خارج سمجھا جاتا ہے اور اس کا یہ فعل پشتونولی کے دائرے سے باہر گردانا جاتا ہے۔ قبائلی زندگی میں قول و فعل کی ہم آہنگی سب سے بڑی خوبی جانی جاتی ہے۔ دوستی سرعام کی جاتی ہے۔ اور دشمنی بھی سب کے سامنے کی جاتی ہے۔ منافقت ایک قسم کی گالی سمجھی جاتی ہے۔ ہر بُرا فعل پیغور سمجھا جاتا ہے اور ہر بری بات پر طنز کیا جاتا ہے۔ جس فرد کو طعنہ دیا یا اس پر طنزیہ جملے کسے جائیں ایسا شخص دوسرے الفاظ میں پشتونولی کے دائرے سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جس شخص کو طعنہ دینے اور طنز کرنے پر دشمنیاں شروع ہو جاتی ہیں اور سالہا سال چلتی رہتی ہیں۔

> "سیالداری" پشتو زبان کا وہ لفظ ہے جس کا تعلق کسی پشتون کی آن اور خودداری سے ہے۔ سیالداری مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ سیالداری کے لفظی معنی ہیں اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں اور اقرباء کے برابر ہونا۔پیغور یا طعنہ ایسی جگہوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جہاں کسی کی بے عزتی ہو اور وہ اس بے عزتی کا بدلہ نہ لے سکے۔ ایسے مواقع پر اسے اکثر یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ فلاں نے فلاں کے ساتھ سلوک کیا۔ لیکن اس نے کچھ نہیں کہا۔ یعنی وہ اپنا بدلہ نہیں لے سکا۔پیغور یعنی طعنہ کے ردعمل کے طور پر ایک غریب شخص امیر سے امیر اور بڑے سے بڑے شخص سے ٹکراتا ہے۔ سیالداری باہمی برابری اور احترام کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک پشتون خواہ کتنا ہی غریب اور مفلوک الحال ہو

سیالداری اور خودداری کے جذبے سے سرشار ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو کسی سے کمتر تصور نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ پشتون معاشرے میں خان اور بزگر (مزارع) دونوں ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے۔ غریب سے غریب گھرانے میں بھی غمی کے موقع پر گاؤں کا خان قبرستان میں موجود ہوگا بلکہ اکثر جگہوں میں خان اہل خانہ کے ساتھ تین دن تک فاتحہ پر بیٹھتا ہے۔[20]

٦.١٧۔ میلے اور تہوار:

پشتون علاقوں میں میلے اور تہوار خاص مواقع پر دیکھنے میں آتے ہیں۔ زیادہ تر میلے چھوٹی اور بڑی عید کے مواقع پر لگتے ہیں جو دو یا تین دن تک جاری رہتے ہیں۔ عید کے موقع پر چمن، ژوب اور کوئٹہ میں بھی میلے لگتے ہیں۔ قیام پاکستان سے پہلے کوئٹہ کا میلہ شہر کے قریب شیخ ماندہ کے مقام پر لگتا تھا۔ اب ایوب اسٹیڈیم میں لگتا ہے۔ ضلع لورالائی میں تھل چٹیالی کے مقام پر عبدالحکیم ناناصاحب کی زیارت پر بھی ہر سال میلہ لگتا ہے۔

اسی طرح عید کے موقع پر پشین اور گلستان میں بھی میلے لگتے ہیں۔ جس سے دور دراز علاقوں سے لوگ آتے ہیں، ان میلوں میں قبائل رقص اور موسیقی کی محفلوں کے علاوہ قبائلی کشتی، نیزہ بازی اور گھڑ سواری کے مقابلے ہوتے ہیں۔ میلے میں بڑی رونق رہتی ہے۔ دوکانیں لگائی جاتی ہیں۔ انڈے لڑائے جاتے ہیں۔[21]

٦.١٨: پشتونوں میں طریقہ تور:

تور پشتون زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے "سیاہ"، یعنی کھلم کھلا جرم یا بدکاری، یہ ایک حساس اور نازک مسئلہ ہے، جو عزت، غیرت اور ناموس جیسے تصورات سے جڑا ہوا ہے۔ اس روایت کے مطابق اگر کسی عورت پر بدکاری یا ناجائز تعلقات کا الزام لگ جائے تو اسے نہ صرف خاندان بلکہ پورے قبیلہ کی بدنامی سمجھا جاتا ہے۔

بعض اوقات یہ الزام محض شک یا دشمنی کی بنیاد پر بھی لگایا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں عورت کو غیرت کے نام پر قتل کیا جاتا ہے یا سماجی بائیکاٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس رویے سے نہ صرف انسانی حقوق پامال ہوتے ہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے۔[22]

اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے سماجی شعور، تعلیم اور اسلامی عدل و انصاف کی حقیقی روح کو فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

٦.١٩ پشتون قوم کی مہمان نوازی:

پشتون ولی کا دوسرا اہم ترین تقاضا میلستمیا یا مہمان نوازی اور مہمان کا تحفظ ہے ، مہمان نوازی تو پشتون قوم کی ایک بڑی خصوصیت ہے۔ قبائلی لوگ اس پر اس حد تک عمل کرتے ہیں کہ ان کے لیے مہمان یا رحمت یا زحمت بھی بن جاتے ہیں۔ پشتون عورتیں اپنے مردوں کے مہمانوں کی دل کی گہرائیوں سے مہمان نوازی کرتی ہیں۔

خلاصہ بحث

اس تحقیق سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بلوچستان کا پشتون معاشرہ ایک مضبوط روایتی اور قبائلی نظام پر قائم ہے جہاں خواتین کو عزت، غیرت اور خاندان کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ ان کا کردار محدود اور کئی حوالوں سے دباؤ کا شکار ہوتا ہے، مگر وہ معاشرتی اور خاندانی نظام کا ایک لازمی ستون ہیں۔ دیہی علاقوں میں تعلیم، وراثت، صحت اور فیصلہ سازی جیسے بنیادی حقوق سے محرومی کے باوجود، شہری اور نیم شہری علاقوں میں تبدیلی کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ تحقیق یہ بھی واضح کرتی ہے کہ اسلامی تعلیمات خواتین کو جو مقام دیتی ہیں، وہ مقامی رسم ورواج کی وجہ سے اکثر پس پشت چلا جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایسے پالیسی اقدامات اور کمیونٹی پروگرام متعارف کروائے جائیں جو اسلامی اقدار کی روشنی میں خواتین کو ان کا جائز مقام دلانے میں معاون ہوں۔

سفارشات وتجاویز

1. **تعلیم کی فراہمی:** لڑکیوں کے لیے علیحدہ اور محفوظ تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں تاکہ وہ بلاخوف وخطر تعلیم حاصل کرسکیں اور معاشرے میں مؤثر کردار ادا کرسکیں۔
2. **شعور بیداری مہمات:** قبائلی مشران، علما اور سماجی کارکنوں کے تعاون سے شعور بیداری مہمات چلائی جائیں تاکہ خواتین کے معاشرتی کردار کو تسلیم کیا جاسکے اور منفی روایات میں کمی آئے۔
3. **مقامی زبان میں تربیت:** پشتو زبان میں خواتین کے لیے تعلیم، صحت، ہنرمندی اور قانونی حقوق سے متعلق تربیتی کورسز فراہم کیے جائیں تاکہ وہ اپنی ترقی میں خود مؤثر کردار ادا کرسکیں۔
4. **صنفی مساوات پر قانون سازی:** حکومت ایسی پالیسیاں مرتب کرے جو خواتین کے مساوی حقوق، تحفظ، تعلیم اور روزگار کے مواقع کو یقینی بنائیں، خاص طور پر قبائلی علاقوں میں۔

5. **ذرائع ابلاغ کا استعمال:** سوشل میڈیا، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے خواتین کے مثبت کردار اور کامیابیوں کو اجاگر کیا جائے تاکہ سماجی رویوں میں تبدیلی لائی جاسکے۔
6. **تشدد کی روک تھام:** خواتین کے خلاف گھریلو اور معاشرتی تشدد کی روک تھام کے لیے سخت قانون سازی کی جائے اور اس پر مؤثر عملدرآمد یقینی بنایا جائے تاکہ مجرموں کو سزا ملے اور خواتین محفوظ ہوں۔
7. **معاشی خود مختاری:** خواتین کو روزگار کے مواقع، ہنر سکھانے کے ادارے، چھوٹے کاروبار کے لیے قرضے اور بازاروں میں جگہ فراہم کر کے معاشی طور پر خود مختار بنایا جائے۔
8. **دینی شعور و رہنمائی:** اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کو ان کے حقوق و فرائض سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ دینی اصولوں کے مطابق ایک باوقار اور فعال زندگی گزار سکیں۔
9. **پالیسی سازی میں شرکت:** مقامی سطح پر پالیسی سازی، کونسلوں اور جرگوں میں خواتین کی مؤثر نمائندگی کو یقینی بنایا جائے تاکہ وہ اپنے مسائل خود پیش کر سکیں۔
10. **ادارہ جاتی ہم آہنگی:** تعلیمی ادارے، حکومت، اور سماجی تنظیمیں مل کر خواتین کی ترقی کے لیے مشترکہ منصوبے ترتیب دیں تاکہ وسائل کا مؤثر استعمال ہو اور خواتین کی زندگی بہتر بنائی جاسکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] Dur Muḥammad Kāsi, *Quetta and Kāsi History in the Light of Facts* (Quetta: Khān Digital Technology, 2006), 73.

[2] ʿAbd al-Quddūs Durrānī, *Pashtūn Culture* (Quetta: Pashto Academy, 1984).

[3] *Rujūʾ-e R.T.I* (Quetta: Pathan Mr. Reprints, 1983), 78.

[4] *Rujūʾ-e R.T.I*, trans. Anwar Roman (Quetta: Pathan Mr. Reprints, 1983), 81.

[5] Anwar Roman, *Balochistan Gazetteers* (Quetta: Government Printing Press, 1980), 101.

[6] Anwar Roman, *Balochistan Gazetteers*, 101.

[7] Anwar Roman, *Balochistan Gazetteers*, 21.

[8] Muḥammad ibn Ibrāhīm Memon, *Nikāḥ Muḥammadī* (Karachi: Islamic Research Center, 2001), 87.

[9] Anwar Roman, *Balochistan Gazetteers*, 21–22.

[10]Al-Nasāʾī, Aḥmad ibn Shuʿayb, *Sunan al-Nasāʾī*, Kitāb al-Ṭalāq, Bāb al-Jamʿ bayn al-Thalāth — fīhi. (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, n.d.), 6: 142.
[11] Anwar Roman, *Balochistan Gazetteers*, 21–34.
[12] *Rujūʾ-e R.T.I* (Quetta: Pathan Mr. Reprints, 1983), 53.
[13]Anwar Roman, *Balochistan Gazetteers*, 71–75.
[14] Anwar Roman, *Balochistan Gazetteers*, 57–71.
[15] Anwar Roman, *Balochistan Gazetteers*, P-57-71
[16] Anwar Roman, *Balochistan Gazetteers*, p. 79
[17]Reḥmān ʿAlī, *Pashtun Society and the Role of Women* (Peshawar: University of Peshawar, 2019), p.45
[18]Shabnam Khān, *Pashtun Women and Cultural Identity* (Peshawar: University of Peshawar, 2019), P-66
[19] Sayyid Ḥabībullāh Durrānī, *Pashtūn Culture and Lifestyle* (Quetta: Balochi Academy, 2016),P-58
[20] ʿAbd al-Quddūs Durrānī, *Pashtūn Culture*, 83.
[21] ʿAbd al-Quddūs Durrānī, *Pashtūn Culture*, 83.
[22] Anwar Roman, *History of the Pashtuns* (Quetta: Gosha-e-Adab, 1995), 135.